Al-Azhār
ISSN (Print): 2519-6707
Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17
URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/257
Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.257

Title Apostasy in Muhammadan Law and Act 1939 Section 4 Cause of Dissolution of Marriage: Research Study in the Context of Hanafi and Ja'fari Jurisprudence,"

Author (s): Syed Musarrat Iqbal Zaidi,Dr. Sajjad Ali aeesi,Syed Asad Iqbal Zaidi

Received on: 29 July, 2021
Accepted on: 29 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Syed Musarrat Iqbal Zaidi,Dr. Sajjad Ali aeesi,Syed Asad Iqbal Zaidi,, “"Apostasy in Muhammadan Law and Act 1939 Section 4 Cause of Dissolution of Marriage: Research Study in the Context of Hanafi and Ja'fari Jurisprudence,”,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021): 177-196

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

محمڈن لاءاور ایکٹ 1939ء دفعہ 4 میں ارتداد سببِ انحلالِ نکاح: فقہ حنفی و جعفری کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

Apostasy in Muhammadan Law and Act 1939 Section 4 Cause of Dissolution of Marriage: Research Study in the Context of Hanafi and Ja'fari Jurisprudence

*سید مسرت اقبال زیدی

**سید سجاد علی رئیسی

***سید اسد اقبال زیدی

Abstract:

Apostasy is a natural and common word – Section 321 of Muhammadan The issue of apostasy is one of the most important debates in the political jurisprudential system of Islam – from ancient times it has been the focus of attention for writers and the field of research from many angles. – In the Qur'anic teachings and the hadiths of the Prophet, apostasy is considered an unforgivable crime and the death penalty – where it is a legal and shariah crime, it also has a number of negative effects on apostates. One of their effects is the annulment of the marriage contract – before the enactment of the 1939 act, the apostasy of any one of the spouses was the cause of the annulment of the marriage, and this is the view of some ancient Hanafi jurists, while the latter There is talk of abrogation, but there is talk of a woman's apostasy in detail – Ja'fari jurists divide apostasy into two types, natural and mixed. After the apostasy of men and womenLaw and Act 1939 Some clauses of the approved provisions on apostasy do not correspond to the fundamentals of both sects – in the light of the Qur'anic Teachings and hadiths in the research title under consideration and the view if Hanafi and Ja'fari jurists on the cause of apostasy. The advantages and disadvantages of contemporary laws have been highlighted.

KEYWORDS: *apostasy, act 1939, annulment of marriage, natural apostasy, Hanafi jurists, Ja'fari jurisprudence.*

* پی ایچ ڈی اسکالر، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی خیرپور، سندھ

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی خیرپور، سندھ

*** پی ایچ ڈی اسکالر، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی خیرپور، سندھ

خلاصہ:

ارتداد کا مسئلہ اسلام کے سیاسی فقہی نظام میں سے ایک اہم بحث ہے۔ قدیم الایام سے اہلِ قلم کیلئے توجہ کا مرکز اور مختلف جہتوں سے تحقیق کا میدان رہا ہے۔ پاکستان کے عائلی قوانین بالخصوص ایکٹ 1939ء کی دفعہ 4 میں اسے خاص شکل میں قانون کا حصہ بنایا گیا ہے۔ قرآنی تعلیمات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ میں مسئلہ ارتداد کو ناقابلِ بخشش جرم اور سزائے موت کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ جہاں یہ ایک قانونی وشرعی جرم ہے، وہاں اس کے متعدد منفی اثرات بھی مرتد پر مرتب ہوتے ہیں، انہیں اثرات میں سے ایک زوجین کے نکاح کا تنسیخ ہونا ہے۔ ایکٹ 1939ء کے نفاذ سے قبل زوجین میں سے کسی بھی ایک کا ارتداد فسخِ نکاح کا سبب تھا اور یہی نقطۂ نظر بعض قدیم فقہاءِ احناف کا ہے، جبکہ متاخرین مرد کے ارتداد پر فی الفور تنسیخِ نکاح کے قائل ہیں لیکن عورت کے ارتداد پر تفصیل کے قائل ہیں۔ جعفری فقہاء ارتداد کو فطری اور ملی دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں، زوجین چاہے فطری مرتد ہوں یا ملی، مجامعت سے قبل ارتداد کی صورت میں فی الفور فسخِ نکاح کے قائل ہیں جبکہ مجامعت کے بعد مرد وعورت کے ارتداد، مرتدِ فطری وملی میں تفصیل کے قائل ہیں۔ محمدن لاء کی دفعہ 321 اور ایکٹ 1939ء ارتداد کے متعلق منظور شدہ دفعات کی بعض شقیں دونوں مسالک کی مبادیات سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ زیرِ نظر تحقیقی عنوان میں قرآنی تعلیمات واحادیثِ مبارکہ اور فقہاء احناف وجعفری کے انظار کی روشنی میں ارتداد کی سبب تنسیخِ نکاح کے ضابطے کو واضح کرتے ہوئے اس متعلق معاصر قوانین کے حُسن وعیب کو اجاگر کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: ارتداد، ایکٹ 1939ء، تنسیخِ نکاح، مرتد فطری، مرتد ملی، فقہ حنفی، فقہ جعفری

تمہید:

خداوندِ قدوس کے نزدیک اسلام ایک پسندیدہ اور کامل ترین دین بلکہ تمام ادیانِ الٰہی سے بالا وبرتر دین ہے۔ اسلام کی اسی علویت کی بدولت اس سے روگردانی کو منع کیا گیا ہے۔ جس طرح کسی ملک کا شہری ملک کے قوانین کا پابند ہے اور قوانین سے بغاوت کرنے کی صورت میں مجرم ہونے کے ساتھ ساتھ باغی کہلاتا ہے اسی طرح تمام مذاہبِ اسلامی کے پیروکار اسلام کے احکامات کو قبول کرنے اور اس پر عمل بجالانے کے پابند ہیں، لیکن اسلام کے آئین ودستورات کا انکار کرنے کی صورت میں نہ صرف مرتد کہلائیں گے بلکہ ایک ایسے

گناہ کے مرتکب ہوں گے جو ہرگز نا قابل بخشش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو اس جیسے جرم کے مرتکب ہونے سے روکتا ہے اور مرتکب شخص کے اعمالِ دنیا و آخرت کے ضائع ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ[1]،

(ترجمہ: اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پلٹ گیا اور حالتِ کفر میں مرا تو ایسے لوگوں کے دنیا و آخرت کے دونوں اعمال ضائع ہو جائیں گے اور یہی لوگ اصحابِ جہنم ہیں)۔ احادیثِ مبارکہ میں بھی اسے نابخشش عمل کی شدید مذمت ملتی ہے۔

تمام مذاہبِ اسلامی کی فقہی مبادیات کی روشنی میں ارتداد کے منفی اثرات نہ صرف معاشرے پر مترتب ہوتے ہیں بلکہ مرتد شخص کی زندگی پر بھی رونما ہوتے ہیں۔ پاکستانی عائلی قوانین سمیت تمام فقہاءِ اسلام بالخصوص فقہ حنفی اور فقہ جعفری کے فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ارتداد جرم ہے اور مرتد شخص مجازات و سزا کا مستحق ہے۔ مجازات کے نتیجے میں اس کا خون مباح ہو جائے گا، اس کا منقولہ و غیر منقولہ مال ضبط کر لیا جائے گا، اس کے حالتِ اسلام میں کئے گئے اعمال ضائع و حبط ہو جائیں گے، اسی طرح اولاد پر ولایت کا حق سلب کر لیا جائے گا، البتہ فقہاء کے نزدیک مرتد مرد اور مرتدہ عورت کے احکام میں قدرے فرق ہے۔ دونوں مسالک عورت کے ارتداد پر ابتداءاً اسے قتل کا حکم نہیں دیتے بلکہ حبس ابدی اور توبہ و قبولِ اسلام کا حکم دیتے ہیں۔ ان منفی آثار میں سب سے زیادہ اہم اثر مرتد کے نکاح کا مسئلہ ہے جو کہ تنسیخِ نکاح کا سبب بنتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی اہم اثر کو تحقیق کا مرکز بنایا گیا ہے تاکہ پاکستانی عائلی قوانین بالخصوص ایکٹ 1939ء کی دفعہ 4 میں مندرج ارتداد کے متعلق عیوب و مفاخر کا جائزہ لیا جائے۔

ارتداد کا شرعی و قانونی معنی و مفہوم:

اہل لغت نے ارتداد کو مادہ "ردد" سے لیا ہے، اور لغت میں لوٹنے اور پلٹنے کے معنی میں ہے[2]۔

"الارتداد: الرجوع[3]"، ارتداد کا معنی رجوع کے ہیں اور "الردة بالكسر والتشديد: اسم من الارتداد[4]"، ردۃ کسرہ اور تشدید کے ساتھ تلفظ کی صورت میں ارتداد کا اسم ہے۔ راغب اصفہانی مفردات میں تحریر کرتے ہیں: "والارتداد والردة: الرجوع فی الطریق الذی جاء منه لکن الردة تختص بالکفر والارتداد یستعمل فیه

و فی غیرہ[5]"، ارتداد اور ردت اس راستے کی طرف لوٹنے کے ہیں جس راستے سے آیا ہے، لیکن ردۃ کفر کے ساتھ مخصوص ہے اور ارتداد کفر و غیر کفر دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی اصطلاحی تعریف میں کہا گیا ہے:
"الردة عن الاسلام ای الرجوع عنه[6]"، اسلام سے پلٹ جانے کو ردت (ارتداد) کہا جاتا ہے۔

فقہی اور قانونی تعریف:

ارتداد ایک فقہی اصطلاح ہے۔ حنفی و جعفری دونوں مسالک کے فقہاء نے مختلف الفاظ میں اس کی تعریف کی ہے البتہ تمام تعریفوں کا ماحصل یہی ہے کہ مسلمان شخص کا اسلام سے خارج ہو کر کفر اختیار کر لینا ہے۔ نیز پاکستانی عائلی قوانین میں بھی قانون دانوں نے ارتداد پر قانون سازی کی ہے۔

پاکستانی قوانین میں تعریفِ ارتداد:

پاکستانی عائلی قوانین میں ارتداد کی کوئی جامع تعریف دیکھنے میں نہیں آتی بلکہ "ترکِ اسلام[7]" کے عنوان سے دفعہ تشکیل دی گئی ہے یا "دیگر مذہب اختیار کرنے کا اثر[8]" کے عنوان سے قانون کا حصہ بنایا گیا ہے۔ البتہ ترکِ اسلام کے زوجین پر مرتب ہونے والے نتائج کو قانونی دفعات اور شقوں کی شکل میں قانونی اثر دیا گیا ہے۔

فقہ حنفی میں تعریفِ ارتداد:

ارتداد کی تعریف میں کاسانی تحریر کرتے ہیں: "فهو اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد وجود الايمان اذ الردة عبارة عن الرجوع عن الايمان فالرجوع عن الايمان يسمى ردة فی عرف الشرع[9]"، ارتداد یہ ہے کہ ایمان کے بعد کفر کا کلمہ زبان پر جاری کرنے کو کہتے ہیں، اس لئے کہ ردت رجوع از ایمان سے عبارت ہے اور شرعی اصطلاح میں ایمان سے پلٹ جانا، لوٹ جانا، "ردت" کہلاتا ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ معروف حنفی فقیہ سمرقندی بھی یہ تعریف کرتے ہیں: "الردة عبارة عن الرجوع عن الايمان[10]"، ارتداد ایمان سے رجوع کا نام ہے۔

فقہ جعفری میں تعریفِ ارتداد:

دیگر مذاہب کے فقہاء کی مانند فقہ جعفری کے فقہاء کے نزدیک بھی دین اسلام سے روگردانی کرنے کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ شہید ثانی ارتداد کی تعریف میں تحریر کرتے ہیں: "الارتداد و هو الكفر بعد

الاسلام[11]"، اسلام کے بعد کفر اختیار کرنے کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ شہید اول کتاب الدروس میں تحریر کرتے ہیں: "و هو من قطع الاسلام بالاقرار علی نفسه بالخروج منه او ببعض انواع الکفر سواء کان مما یقر اهله علیه او لا او بالانکار ما علم ثبوته من الدین ضرورة او باثبات ما علم نفیه کذلک او بفعل دال صریحا کالسجود والصنم[12]"، شہید کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ارتداد، اسلام سے رابطہ کاٹ دینے کو کہا جاتا ہے، چاہے زبانی رابطہ ختم کرنا ہو یا عمل و کردار کے ذریعہ، زبانی اقرار یہ ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار کرے، ضروریاتِ دین وہ ہیں جسے تمام مسلمان تسلیم کرتے ہیں اور جس کا ثابت کرنا دلیل کا محتاج نہیں، اسی طرح عمل و کردار سے کسی عمل کے کفریہ ہونے کو جانتے ہوئے عمداً کفر آمیز کام انجام دے جیسے سورج کو سجدہ کرنے یا اللہ سبحانہ کے علاوہ بتوں کو سجدہ کرنے کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ صاحب جواہر[13] اور دیگر فقہاء[14] بھی ارتداد کی تعریف اسی کے مشابہ کرتے ہیں۔ لذا "وہ شخص جو ارتداد کا مرتکب ہو اسے مرتد کہتے ہیں[15]"۔

ارتداد کے متعلق دونوں مسالک کے فقہاء کی تعریفوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، دونوں ہی کے نزدیک دینِ حق اسلام سے روگردانی کر کے کفر اختیار کرنے اور مسلم ضروریاتِ دین کے منکر ہو جائے، اب یہ انکار عمداً ہو یا عناداً، لساناً ہو یا عملاً، انکارِ دین کو ارتداد کہتے ہیں۔

قرآنی آیات اور نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ تعلیمات میں ارتداد کی حقیقت:

ارتداد کا ریشہ قرآنی آیات میں بھی ذکر ہوا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول متعدد روایات میں بھی تذکرہ آیا ہے۔ قرآن کریم میں لفظ "رد" اور "ارتداد" متعدد بار استعمال ہوا ہے اور ہر بار دین سے پلٹ جانے کیلئے ہی آیا ہے۔ کتاب اللہ کی چند ایک آیات بطور مثال پیش کریں گے جہاں ارتداد کا ذکر آیا ہے اور اس عمل کو قابلِ سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[16]،

(ترجمہ: اے ایماندارو تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب ہی خدا ایسے لوگوں کو ظاہر کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہوں گے، ایمانداروں کے ساتھ نرمی اور

کافروں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے، خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پروانہ کریں گے، یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا تو بڑی گنجائش والا واقف کار ہے)۔

ایک اور مقام پر پروردگار عالم کا فرمان ہے: إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ[17]،

(ترجمہ: بیشک جو لوگ راہ ہدایت صاف صاف معلوم ہونے کے بعد بھی الٹے پاؤں کفر کی طرف پھر گئے شیطان نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے اور ان کی تمناؤں کی رسیاں دراز کر دی ہیں)۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ[18]،

(ترجمہ: جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کا انکار کرے بجز اس شخص کے جس پر اکراہ کیا گیا ہے جبکہ اس شخص کا دل ایمان پر مطمئن تھا لیکن وہ شخص جس کا سینہ کفر کیلئے کھل گیا تو بس ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے غیض وغضب ہے اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے)۔

خداوند متعال نے دینِ مبین اسلام سے روگردانی کرنے والے شخص کو واضح الفاظ میں کافر کہا ہے اور دنیاوی واخروی اعمال بھی ضائع ہو جانے کی نشاندہی کی ہے،

جیسا کہ ارشاد ربِ کائنات ہے: وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ[19]،

(ترجمہ: اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پلٹ گیا اور حالتِ کفر میں مرا تو ایسے لوگوں کے دنیاو آخرت کے دونوں اعمال ضائع ہو جائیں گے اور یہی لوگ اصحابِ جہنم ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے)۔

مذکورہ تمام آیتوں میں ارتداد کی مذمت کی گئی ہے اور مرتد شخص کے روزِ قیامت ملنے والے عذاب کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

البتہ اس متعلق احادیث مبارکہ بھی خالی از محل نہیں ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی لسان اطہر سے بھی ارتداد کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ دونوں مسالک کی کتبِ احادیث میں ارتداد کو ناقابل بخشش جرم بیان کیا گیا ہے۔ ترمذی میں حسن حدیث ہے جسے سہیل بن حنیف سے اور انہوں نے عثمان بن عفان سے اور انہوں

نے پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں: "لا یحل دم امرئ مسلم الا باحدی ثلاث: زناً بعد احصان او ارتداد بعد اسلام او قتل نفس بغیر حق فقتل به[20]"، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: مسلمان کا خون حلال نہیں ہے مگر تین میں سے کسی ایک صورت میں: محصنہ زنا انجام دیا ہو یا اسلام لانے کے بعد ارتداد کا مرتکب ہو یا بے گناہ نفس کو قتل کیا ہو۔ سنن نسائی میں یہ حدیث اس مضمون کے ساتھ نقل ہوئی ہے کہ "لا یحل دم امرئ مسلم الا رجل زنی بعد احصانه او کفر بعد اسلامه او النفس بالنفس[21]"، البتہ مذکورہ روایت اہل سنت کی کتب احادیث میں متعدد الفاظ و تعبیرات کے ساتھ نقل ہوئی ہے لیکن مفہوم یہی ہے کہ ارتداد ایک ایسا عمل ہے جو قابل سزا جرم ہے۔ از جملہ کہیں "کُفر بعد اسلامه[22]" آیا ہے، کہیں "رجل ارتد بعد اسلامه[23]" ذکر ہوا ہے، کہیں "رجل کفّر بعد اسلامه[24]" کے ساتھ روایت میں بیان ہوا ہے۔

جعفری مسلک کی کتبِ احادیث میں بھی ارتداد کی مذمت اور عظیم جرم سے تعبیر کیا گیا ہے بلکہ اس کے خون کو مباح قرار دیا گیا ہے۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے جس میں امامؑ سے مرتد شخص کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرماتے ہیں: "من رغب عن دین الاسلام و کفر بما انزل الله علیٰ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ بعد اسلامه فلا توبة له و قد وجب قتله[25]"، (ترجمہ: جو شخص دینِ اسلام سے پھرے اور اسلام لانے کے بعد جو کچھ اللہ سبحانہ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ پر نازل کیا، اس کا انکار کرے تو اس کیلئے توبہ کی گنجائش نہیں ہے اور وہ واجب القتل ہے)۔ اسی طرح ایک اور روایت عمار ساباطی سے ہے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: "کل مسلم بین مسلمین ارتد عن الاسلام و جحد محمداً نبوته و کذبه فان دمه مباح لکل من سمع ذلک منه[26]"، (ترجمہ: مسلمانوں میں سے جو شخص دین اسلام سے مرتد ہو جائے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی نبوت کا انکار کرے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ کی تکذیب کرے تو جو شخص بھی مرتد سے ایسا سنے تو اس کیلئے مرتد کا خون مباح ہے)۔ لہذا دونوں مسالک سے منقول تمام روایات میں وجہ اشتراک یہی ہے کہ ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس پر مرتد شخص کا خون مباح اور قابلِ تعزیر ہے۔

ارتداد تحقق پانے کی شرائط:

فقہاءِ اسلام ارتداد کی درجِ ذیل شرطوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں سے کسی بھی ایک کے پائے جانے سے ارتداد صدق آتا ہے جو کہ نکاح کی تحلیل و تنسیخ کا سبب بنتا ہے۔"و یشترط فی الارتداد البلوغ و کمال العقل و الاختیار[27]"۔ البتہ پاکستانی عائلی قوانین مسلم تنسیخِ نکاح ایکٹ 8 مجریہ 1939ء یا محمدن لاء دفعہ 321 میں بھی اس قسم کی کوئی شرط یا شروط بیان نہیں کی گئی ہیں، فقط زوجین کے ترکِ اسلام پر نکاح کی تحلیل کو قانونی شکل دی گئی ہے۔

1- مرتکب شخص کا بالغ ہونا:

ارتداد تحقق پانے کی پہلی شرط یہ ہے کہ مرتد بالغ ہو، نابالغ کا ارتداد صحیح نہیں ہے۔ صاحب درالمختار لکھتے ہیں:"و اما البلوغ و الذکورة لیسا بشرط[28]"، مرتد کے بلوغ اور ذکور کی شرط نہیں ہے۔ البتہ بلوغ کی شرط پر فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ فقہ حنفی میں مرتد شخص کے بالغ یا نابالغ ہونے کے متعلق دو قول ہیں، ایک قول کے مطابق اگر مرتد بالغ ہے تو ارتداد صدق آئے گا اور دوسرے قول کے مطابق نابالغ کا ارتداد بھی درست ہے۔ دونوں اقوال کو صاحبِ بدائع یوں تحریر کرتے ہیں:"و اما البلوغ فهل هو شرط اختلف فیه، قال ابوحنیفة و محمد رضی الله عنهما لیس بشرط فتصح ردة الصبی العاقل و قال ابو یوسف رحمه الله شرط حتی لا تصح ردته[29]"، ارتداد میں آیا بلوغ شرط ہے؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ردت کیلئے بلوغ کی شرط نہیں ہے لذا اگر نابالغ، عاقل ہو تو اس کے ارتداد کا لحاظ کیا جائے گا اور امام ابو یوسف کہا ہے کہ بلوغ کی شرط ہے، لہذا نابالغ کا ارتداد خواہ وہ عاقل اور سمجھدار ہی کیوں نہ ہو، قابلِ لحاظ نہ ہو گا۔

فقہ جعفریہ میں ارتداد تحقق پانے کیلئے مرتد کے بلوغ کی شرط ہے اور اس پر فقہاء کا اجماع ہے[30]۔ لذا اگر نابالغ ارتداد کا ارتکاب کرے تو وہ مرتد نہیں کہلائے گا۔"و حینئذ فلا عبرة بارتداد الصبی ما لم یبلغ شرعاً[31]"، نابالغ ہونے کی صورت میں صبی کا ارتداد اس وقت تک قابلِ لحاظ ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ البتہ صاحبِ جواہر اس جملے کا اضافہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:"و لکن یؤدب بما یرتدع به[32]"، ارتداد کا مرتکب ہونے والے صبی کو اس کے اس عمل پر تنبیہ کی جائے گی۔

2- مرتکب شخص کا عاقل ہونا:

ارتداد کا مرتکب ہونے والا شخص عاقل ہو دیوانہ اور پاگل نہ ہو۔ لذا عاقل کے ارتداد کا لحاظ کیا جائے گا۔ اس شرط پر دونوں مسالک کے فقہاء متفق ہیں، کیونکہ ایسے افراد رفع القلم کے زمرے میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمن تحریر کرتے ہیں: "امام کاسانی نے لکھاہے کہ مرتد ہونے کیلئے چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ عاقل ہو، چنانچہ دیوانے، ناسمجھ اور نابالغ کی ردت قابلِ لحاظ نہ ہو گی۔ جو شخص بعض حالتوں میں دیوانہ ہو جاتا ہو اور بعض حالات میں ردت کا ارتکاب کرے تو قابلِ اعتبار ہو گا ورنہ نہیں[33]"۔ عقل کی شرط کے ساتھ ساتھ ادواری اور غیر ادواری ہونے کے متعلق فقہ جعفری کا بھی یہی قول ہے، اس بارے میں فقہاء بیان کرتے ہیں: "و لا عبرة ایضاً بردة المجنون حال جنونه مطبقاً او ادواریاً[34]"، اسی طرح حالتِ جنون میں مجنون کے ارتداد کا بھی لحاظ نہیں رکھا گیاہے، چاہے جنون دائمی ہو یا ادواری۔

3- مرتکب شخص کا مختار ہونا:

ارتداد تحقق پانے کی ایک اور شرط یہ ہے کہ ارتداد اپنے اختیار سے دے، اکراہ یا اجبار نہ کیا گیا ہو۔ تمام مذاہبِ اسلامی اس بات پر متفق ہیں[35] کہ اگر کسی شخص کو مکرہ یا مجبور کیا گیا ہو تو مجبور و مکرہ شخص کا ارتداد قابلِ قبول نہیں ہے اور اس پر کفر کا صدق نہیں آئے گا۔ چنانچہ صاحب بدائع مرقوم ہیں: "و منها الطوع فلا تصح ردة المكره على الردة استحساناً اذا كان قلبه مطمئناً بالايمان"، ارتداد کی ایک شرط رضامندی ہے لذا جس شخص پر اکراہ کیا گیا ہو اور اس پر کلمہ کفر اجراء کرنے کیلئے اکراہ و اجبار کیا گیا ہو وہ مرتد تصور نہیں کیا جائے گا۔ یہی نظریہ فقہ جعفری میں بھی دیکھا گیا ہے۔ فقہاء کی تحریر میں ملتا ہے: "فی اشتراط الطواعية والاختيار لا اشكال و لا خلاف بين الاصحاب فی اعتبار الاختيار فی تحقق الردة فلا عبرة بالاقوال او الافعال التی تصدر عن المكره المقتضية للكفر[36]"، ارتداد کی شرائط میں سے ہے کہ مرتد رضامند اور مختار ہو، ردت کے تحقق پانے کی شرط میں اصحاب امامیہ میں نہ کوئی اشکال ہے نہ کوئی اختلاف، لذا مکرہ سے صادر ہونے والا ایسا قول اور فعل جو کفر کا مقتضی ہو اس کا کوئی اعتبار و لحاظ نہیں ہے۔ بنابر ایں فقہاء اس متفق علیہ شرط کو قرآن سے مستند کرتے ہیں جس میں خداوند متعال کا فرمان ہے:

مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ[37]،

(ترجمہ: جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کا انکار کرے بجز اس شخص کے جس پر اکراہ کیا گیا ہے جبکہ اس شخص کا دل ایمان پر مطمئن تھا)۔

لہٰذا ارتداد کے تحقق پانے میں دونوں مسالک کے نزدیک کم و بیش مذکورہ تمام شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہے اور کسی بھی ایک سبب کا مرتکب شخص مرتد کہلائے گا۔

دفعہ 321 محمڈن لاء اور ایکٹ 1939ء، دفعہ 4 کا فقہی جائزہ:

پاکستان کے عائلی قوانین میں محمڈن لاء کی دفعہ 321 ترکِ اسلام کے متعلق ضابطہ تشکیل دیا گیا ہے۔ اسی طرح مسلم تنسیخ نکاح ایکٹ 1939ء کی دفعہ 4 زوجین کے ارتداد پر مشتمل قانون بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا مذکورہ قوانین کی تمام ذیلی شقوں کا فقہی تناظر میں جائزہ لیتے ہیں اور یہ واضح کریں گے کہ مذکورہ قوانین دونوں مسالک کی فقہی مبادیات سے متصادم ہیں یا نہیں۔

محمڈن لاء دفعہ 321 شق نمبر (1):

"مسلم تنسیخِ نکاح کے ایکٹ بابت 1939ء سے قبل نکاح کے کسی فریق کے مذہب اسلام ترک کر دینے سے فوراً اور پورے طور سے عقد نکاح فسخ ہو جاتا تھا[38]"۔

مذکورہ قانون کی وضاحت اور فقہی تبصرہ:

ایکٹ 1939ء کے نفاذ سے پہلے اگر زوجین میں سے کوئی ایک بھی ارتداد کا مرتکب ہوتا تو اس کا اثر یہ تھا کہ ان کا نکاح فسخ ہو جاتا تھا، لیکن ایکٹ کے نفاذ کے بعد مرد اور عورت کے ارتداد میں فرق کیا گیا۔ اگر مرد مرتد ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو گا اور اگر عورت مرتدہ ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ نہیں ہو گا۔ دونوں مسالک کی فقہی مبادیات کی روشنی میں مذکورہ فرق میں تفصیل ہے، فقہ جعفری میں ارتداد مجامعت سے قبل اور بعد کا تفاوت ہے، فقہاءِ امامیہ مجامعت سے قبل ارتداد واقع ہو تو نکاح فسخ ہونے کے قائل ہیں جبکہ مجامعت کے بعد تفصیل کے قائل ہیں۔ البتہ ایکٹ 1939ء میں مجامعت سے قبل اور بعد کی کوئی تقسیم بندی نہیں ہے۔ فقہ حنفی میں قدیم فقہاء اور متاخرین فقہاء میں اختلافِ نظر پایا جاتا ہے۔ قدیم فقہاء ارتداد واقع ہوتے ہی فسخ کے قائل ہیں جبکہ متاخرین فقہاء تفصیل کے قائل ہیں۔

شق نمبر (1) اور حنفی فقہاء کی رائے:

قدیم احناف فقہاء کے نزدیک زوجین میں سے کوئی ایک بھی مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔ اس بارے میں سمرقندی تحریر کرتے ہیں: "و لو ارتد احد الزوجین یبطل النکاح و لو ارتدا معاً یبقی النکاح بینھما[39]"، اگر زوجین میں سے کوئی ایک ارتداد کا مرتکب ہوا تو نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے تو ایک کے درمیان زوجیت باقی ہے۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمن ایکٹ کے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "زوجین میں سے کسی ایک کے ارتداد کے سبب نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا، چنانچہ ہندوستان کی عدالتوں نے قانون انفساخ مسلمانا 1939ء کے نفاذ تک اسی نقطۂ نظر کی متابعت میں اپنے فیصلے دیئے ہیں[40]"۔ زوجین میں سے کسی بھی ایک کے مرتد ہو جانے کی صورت میں نکاح کے انفساخ پر قدیم فقہاء کی قوی دلیل سورہ نساء کی یہ آیت ہے: (النساء 141)، (ترجمہ: اور ہرگز اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے مؤمنوں پر غلبہ کا کوئی راستہ قرار نہیں دیا ہے)۔ البتہ متاخر فقہاء کی روئے اس سے مختلف ہے۔

متاخرین کے نزدیک شوہر مرتد ہو تو فوراً اس کی زوجہ کو اس سے جدا کر دیا جائے گا اور اگر زوجہ مرتدہ ہو جائے تو اس بارے میں تین رائے موجود ہیں۔ شوہر کے ارتداد کی صورت میں فقہاء قلمطراز ہیں: "اذا ارتد الزوج عن دینه بانت منه زوجته فی الحال لانه لا یحل للکافر ان یستولی علی المسلمة بحال من الاحوال و یفرق بینهما عاجلاً[41]"، اگر شوہر مرتد ہو جائے اپنے دین سے تو اس کی زوجہ کو فوراً اس سے جدا کیا جائے گا، اس لئے کہ کافر کو مسلمہ پر کسی بھی حالت میں ولایت حاصل نہیں ہے اور ان کے درمیان فوراً تفریق کر دی جائے گی۔ جبکہ زوجہ کے ارتداد کی صورت میں پہلی رائے یہ ہے کہ اس کا نکاح ارتداد کی وجہ سے فسخ ہو جائے گا، دوسری رائے کے مطابق زوجہ کا ارتداد مطلقاً نکاح فسخ ہونے کا سبب نہیں ہے مخصوصاً اس وقت جب وہ عمداً اپنے شوہر سے جان چھڑانے کی وجہ سے ارتداد کی مرتکب ہو اور تیسری رائے یہ ہے کہ عورت جب ارتداد کی مرتکب ہو تو وہ مسلمانوں کے لئے لونڈی کا درجہ رکھے گی لذا اس صورت میں خاوند اسے حاکم سے خرید لے[42]۔

شق نمبر (1) اور جعفری فقہاء کی رائے:

ایکٹ 1939ء سے قبل کا قانون فقہ جعفریہ کی مبادیات کے عین مطابق تھا لیکن کچھ تفصیل کے ساتھ قابلِ تصور تھا۔ فقہ جعفریہ میں فقہاء مرتد کیلئے دو قسم کی تقسیم کے قائل ہیں، مرتد فطری (جس کا نطفہ ٹھرنے کے وقت والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور یہ شخص بالغ ہونے کے بعد مذہبِ اسلام کا اظہار کرے اور پھر اسلام سے خارج ہو جائے[43]) اور مرتد ملی (جس کا نطفہ ٹھرنے کے وقت والدین کافر ہوں اور یہ شخص بالغ ہونے کے بعد کفر کا اظہار کرے اور پھر اسلام قبول کرے پھر دوبارہ کفر اختیار کرلے)۔

نکاحِ مرتد فطری قبل از مجامعت:

مرتد فطری ہو یا ملی دونوں صورتوں میں اگر زوجین قبل از مجامعت ارتداد کا ارتکاب کریں تو فوراًان کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور اسی طرح اگر مجامعت سے پہلے دونوں ایک ساتھ مرتد ہوں تو بھی ان کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ لذا قبل از مجامعت ایک یا دونوں کے ارتداد کی صورت میں فقہاء یہ تحریر کرتے ہیں:"لو ارتد احد الزوجين او ارتدا معاً دفعة قبل الدخول وقع الانفساخ فی الحال[44]"، اگر زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں ساتھ دخول سے پہلے مرتد ہو جائیں تو فوراً نکاح منفسخ ہو جائے گا۔

قرآن و سنت سے استشہاد:

البتہ مذکورہ مدعیٰ پر فقہاء قرآن و سنت سے دلیلیں قائم کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی درجِ ذیل دلیل واضح اس ادعیٰ پر دلالت کرتی ہے جس میں غیر مسلم کا مسلم پر غلبہ کی نفی کی گئی ہے۔

ارشاد پروردگار ہے:وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا[45]،

(ترجمہ: اور ہر گز اللہ سبحانہ نے کافروں کیلئے مؤمنوں پر غلبہ کا کوئی راستہ قرار نہیں دیا ہے)۔

اسی طرح ایک اور آیت میں حکم ملتا ہے: وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ[46]،

(اور تم مشرک خواتین کے ساتھ نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اس لئے کہ مؤمنہ کنیز مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ کیوں نہ وہ تمہیں اپنا فریفتہ کیوں ہی نہ بنالے اور مشرکین کو رشتہ نہ دو یہاں

تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اپنا فریفتہ ہی کیوں نہ بنا لے)۔

مذکورہ آیت سے بالکل واضح حکم سامنے آتا ہے کہ مشرکہ خواتین کے ساتھ مسلمان مرد کے نکاح اور مشرک مردوں کے ساتھ مسلم خواتین کے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لذا زوجین میں سے کسی بھی ایک کے ارتداد کی صورت میں فسخِ نکاح کا حکم جاری ہو گا۔

متعدد روایات میں بھی ارتداد کی صورت میں جدائی کا حکم ملتا ہے، جیسا کہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مرتد کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: "من رغب عن الاسلام و کفر بما انزل علی محمد بعد اسلامه فلا توبة له و قد وجب قتله و بانت منه امراته[47]"، (ترجمہ: جو شخص اسلام سے روگردانی کرے اور اسلام لانے کے بعد جو کچھ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل کیا اس کا انکار کرے اس شخص کیلئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وہ واجب القتل ہے اور اس کی زوجہ اس سے فوراً جدا ہو جائے گی)۔

مذکورہ حدیث کے علاوہ دیگر احادیث مبارکہ میں بھی ارتداد کی صورت میں فوراً جدائی کا حکم ملتا ہے، ان احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ارتدادِ زوجین فوراً فسخِ نکاح کا سبب ہے۔

نکاحِ مرتد فطری بعد از مجامعت:

مرتد فطری مرد اگر مجامعت کے بعد کفر اختیار کرتا ہے تو اس بارے میں امامیہ فقہاء کہتے ہیں: "و ان کان الزوج ولد علی الفطرة فارتد انفسخ النكاح فی الحال و لو کان بعد الدخول"، اگر شوہر مولودِ فطرت ہے پس ارتداد کی صورت میں اس کا نکاح فوری فسخ ہو گا ولو مجامعت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سورہ نساء کی آیت غیر مسلم کا مسلم پر غلبہ کی نفی کرتی ہے۔

محمڈن لاء دفعہ 321 شق نمبر (2):

"کسی شادی شدہ عورت کے محض ترکِ اسلام سے یا کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنے سے ہی اس کا نکاح فسخ نہیں ہوتا[48]" نیز اسی مفہوم کے ساتھ ایکٹ 1939ء میں بھی قانون ذکر کیا گیا ہے[49]۔

مذکورہ قانون کی وضاحت اور فقہی تبصرہ:

مذکورہ قانون اس طرف رہنمائی کر رہا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ مسلمان خاتون دینِ اسلام سے

روگردانی کردے یا کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرتی ہے تو یہ اس کے نکاح پر کوئی اثر انداز نہ ہوگا اور وہ اپنے شوہر کی زوجیت میں باقی ہے۔ مذکورہ شق پر دونوں مسالک کی رائے متفاوت ہیں۔ لیکن قدرِ مشترک یہ ہے کہ فی الفور نکاح فسخ نہیں ہوگا بلکہ معلق صورت رہے گی۔ البتہ جیسا کہ ذکر ہوا ایکٹ 1939ء کے نفاذ سے قبل کسی ایک کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا تھا۔ البتہ فقہ جعفری کے مطابق یہ اس صورت میں ہے جب دخول سے پہلے دونوں میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے، چاہے فطری ہو یا ملی۔ نیز حنفی قدیم فقہاء کا بھی یہی نظریہ ہے کہ زوجین کا بہ محضِ ترکِ اسلام نکاح فسخ ہوگا، لیکن اب ایکٹ 1939ء کی سیکشن 4 میں عورت کے ارتداد کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

شق نمبر (2) اور حنفی فقہاء کی رائے:

شادی شدہ خاتون کے مرتدہ ہونے کی صورت میں جیسا کہ شق نمبر (1) کی تفصیل میں ذکر کیا گیا کہ متاخر فقہائے احناف کے نزدیک تین قول ہیں۔ اس حوالے سے سابقہ شق کی تفصیل طرف رجوع کر سکتے ہیں[50]۔ البتہ حنفی فقہاء میں عورت کے ترکِ اسلام کے متعلق بنیادی اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ بنیادی اختلاف فقہاءِ بخارا اور فقہاءِ بلخ و سمرقند کے درمیان معروف ہے۔ فقہاء بخارا کے نزدیک "عورت اسلام چھوڑ کر کوئی بھی مذہب اختیار کرے اس کو قید میں رکھا جائے گا تا آنکہ وہ مذہبِ اسلام کی طرف لوٹ آئے جس کے بعد اس کو سابق شوہر سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا[51]" جبکہ بلخ و سمرقند کے علماء و فقہاء اس بات کے معتقد ہیں کہ "اگر وہ عورت اسلام چھوڑ کر کوئی کتابی مذہب اختیار کرلے مثلاً عیسائی یا یہودی ہو جائے تو اس کا نکاح ساقط نہ ہوگا[52]"۔ فقہاء بخارا کے نزدیک اسلام چھوڑنا ہی نکاح فسخ ہونے کا سبب ہے جبکہ بلخ و سمرقند فقہاء کے نزدیک اسلام چھوڑ کر کتابی مذہب اختیار کرنا فسخِ نکاح کا سبب نہیں ہے۔

شق نمبر (2) اور جعفری فقہاء کی رائے:

جیسا کہ ذکر کیا فقہ جعفریہ میں مرتد فطری ہو یا ملی، مرد ہو یا عورت، دونوں صورتوں میں اگر مجامعت سے پہلے ارتداد کا ارتکاب کریں تو ان کا نکاح فی الفور فسخ ہو جائے گا۔ صاحب جامع المدارک تحریر کرتے ہیں: "اما حصول الفسخ بارتداد احد الزوجين عن الاسلام قبل الدخول فالظاهر عدم الخلاف فيه سواء كان الارتداد عن فطرة او ملة[53]"، اسلام سے ارتداد کی سبب زوجین میں قبل از دخول ہو تو فسخ حاصل ہوتا ہے اور

اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ارتداد چاہے فطری ہو یا ملی۔ لیکن اگر ارتداد مجامعت کے بعد واقع ہو تو فقہاء کی انظار یہ ہیں کہ:"ان كان الارتداد بعد الدخول وقف امر النكاح على انقضاء العدة ان كان الارتداد من الزوجة مطلقاً[54]"، اگر ارتداد دخول کے بعد واقع ہو تو یہ نکاح عدت کے ختم ہونے تک موقوف رہے گا درحالیکہ یہ ارتداد عورت کے طرف سے واقع ہو، چاہے فطری ہو یا ملی۔ بنابرایں شق نمبر 2 کا یہ حصہ کہ " محض ترک اسلام سے نکاح فسخ نہیں ہوتا"، فقہ جعفریہ کے مبادیات کی روشنی میں قانون کی یہ بات اس صورت میں صحیح مانی جائے گا جب عورت کا ارتداد چاہے فطری ہو یا ملی، مجامعت کے بعد واقع ہو اور ان کا نکاح عدت پوری ہونے تک معلق رہے گا، اگر توبہ کر لی تو زوجیت باقی ہے، اگر توبہ نہ کی تو رشتۂ زوجیت منحل ہو جائے گا۔ البتہ اگر مجامعت سے قبل ارتداد واقع ہو تو زوجین کا عقدِ نکاح فی الفور فسخ ہو جائے گا۔

محمدن لاء دفعہ 321 شق نمبر (3): "دفعہ 4 کسی مسلمان شادی شدہ عورت کے ترکِ اسلام پر اطلاق پذیر ہے اور اس مسلمان شوہر کا ترکِ اسلام اب بھی مکمل اور فوری تنسیخِ نکاح کا اثر رکھتا ہے[55]"۔

مذکورہ قانون کی وضاحت اور فقہی تبصرہ:

1939ء میں نافذ کیا جانے والے ایکٹ کی دفعہ 4 کا اطلاق اس خاتون پر ہو گا جو اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کی پیروکار بن گئی ہو یعنی مرتدہ فطری ہو جانے کی صورت میں اس کے مطابق احکام جاری ہوں گے۔ مسلمان عورت ارتداد کا ارتکاب کرے تو اپنے مسلمان شوہر سے علیحدہ ہو گی لیکن فی الفور اس کا نکاح فسخ نہیں ہو گا بلکہ اس کا نکاح عدت کے اختتام تک معلق رہے گا، اگر توبہ کر لے گی تو بغیر نئے نکاح کے اپنے سابقہ شوہر کی زوجیت میں باقی رہے گی۔ عورت کے ارتداد پر فقہاء احناف کے درمیان تین قول پائے جاتے ہیں لیکن دورۂ حاضر کے تناظر میں ڈاکٹر تنزیل تحریر کرتے ہیں:"موجودہ دور میں تیسرا قول اختیار کرنا متعین ہے (تیسرا قول: عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا)، اور جن حالات کے پیشِ نظر علماء بلخ و سمرقند نے یہ قول اختیار کیا ہے وہ حالات آج بھی موجود ہیں[56]"۔ لذا ایکٹ 1939ء کی یہ شق فقہ حنفی کی رو سے شریعت سے متصادم نہیں ہے۔

جیسا کہ گزشتہ شق میں بیان کیا گیا کہ مرد کا ترکِ اسلام فی الفور فسخِ نکاح کا سبب ہے مذکورہ شق میں بھی یہ بات روشن ہے اور مرد کے ارتداد کی صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا۔ البتہ فقہ حنفی مطلقاً فسخ ہو گا یعنی

ارتداد دخول سے پہلے ہو یا بعد میں۔ اس بارے میں صاحب المبسوط تحریر کرتے ہیں: "اذا ارتد المسلم بانت منه امراته مسلمة كانت او كتابية دخل بها او لم يدخل بها عندنا[57]"، ہمارے نزدیک اگر مسلمان مرد ارتداد کرے تو اس کی زوجہ اس سے فوراً جدا ہو جائے گی چاہے عورت مسلمان ہو یا کتابیہ، چاہے دخول کیا ہو یا نہیں۔ البتہ تفصیل سے ذکر کیا گیا کہ فقہ جعفری میں مرتد مرد کے فطری و ملی، قبل از دخول و بعد از دخول کے اعتبار سے احکام میں فرق بیان کیا جاتا ہے۔

محمدن لاء دفعہ 321 شق نمبر (4): "تاہم دفعہ 4 کے احکام اس عورت پر اطلاق پذیر نہیں ہوتے جس نے کسی دوسرے عقیدے سے اسلام قبول کیا ہو اور پھر اپنا سابقہ عقیدہ اپنا لیا ہو۔ ایسے معاملے میں اس قانون کا اطلاق ہو گا جو مسلم تنسیخِ نکاح کے ایکٹ 1939ء سے قبل تھا اور تبدیلی مذہب تنسیخِ نکاح کا اثر رکھے گی[58]"۔

مذکورہ قانون کی وضاحت اور فقہی تبصرہ:

شق ھذا ارتداد ملی کی طرف اشارہ کر رہی ہے، گویا کوئی عورت کافر گھرانے میں پیدا ہوئی اور بلوغ کے بعد رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئی ہو۔ ایسی خاتون اگر اسلام سے پھر جائے اور دوبارہ کفر اختیار کر لے تو ایسی خاتون پر دفعہ 4 کا اطلاق نہیں ہو گا، دفعہ 4 اس خاتون کے قانونی احکام کو واضح کر رہی ہے جو پہلے مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئی تھی بعد میں کفر اختیار کر لیا ہو۔ البتہ مذکورہ شق کے اس حصے میں کہ "ایسے معاملے میں اس قانون کا اطلاق ہو گا جو مسلم تنسیخِ نکاح کے ایکٹ 1939ء سے قبل تھا اور تبدیلی مذہب تنسیخِ نکاح کا اثر رکھے گا"، قانون کا یہ حصہ بالخصوص فقہ جعفری کی مبادیات سے متصادم ہے۔ کیونکہ فقہ جعفری میں مرتدہ ملی کا نکاح فی الفور فسخ نہیں ہوتا جبکہ مذکورہ شق کے اس حصے سے روشن ہے کہ مذکورہ ایکٹ کے نفاذ سے قبل زوجین میں سے کسی بھی ایک کا ارتداد تنسیخِ نکاح کا سبب تھا۔ لیکن فقہ جعفری میں مرتد مرد و عورت کا ارتداد قبل از دخول تنسیخِ نکاح کا سبب ہے چاہے ارتداد فطری ہو یا ملی، لیکن بعد از دخول زوجین میں سے کوئی ایک بھی مرتد ملی ہو جائیں تو ان کا نکاح فی الفور فسخ نہیں ہوتا بلکہ عدت کے اتمام تک معلق و موقوف رہتا ہے۔ فقہاء عورت کے ارتداد بعد از دخول کے بارے میں قلمطراز ہیں کہ: "ان كان الارتداد بعد الدخول وقف امر النكاح على انقضاء العدة ان كان الارتداد من الزوجة مطلقاً[59]"، اگر ارتداد دخول کے بعد واقع ہو تو نکاح عورت کی عدت ختم ہونے تک متوقف رہے گا اگر ارتداد زوجہ کی جانب سے تھا چاہے ارتداد فطری ہو یا

ملی۔ بنابراین عدت کے دوران اگر مرتدہ توبہ کرلے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ان کا نکاح قائم رہے گا۔ عدت ختم ہوگئی اور توبہ بھی نہیں کی تو زوجین میں رشتۂ زوجیت ختم ہو جائے گا۔

نتیجۂ تحقیق:

یہ بات قابلِ فخر ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی دستورات کے مطابق اکثر مقامات پر قانون سازی کی گئی ہے۔ البتہ ایسے مقامات بھی ہیں جہاں مزید قانون سازی کی ضرورت ہے۔ انہی مقامات میں سے ایک ارتدادِ زوجین کا مسئلہ ہے، جس پر مزید قانون سازی اور اصلاحِ قانون کی ضرورت ہے۔ محمڈن لاء کی دفعہ 321 جو کہ ایکٹ 1939ء کی دفعہ 4 کی وضاحت پر مشتمل ہے اس میں صرف عورت کے ارتداد پر شقیں موجود ہیں اگرچہ یہ ایک اچھا قدم ہے لیکن اس ایکٹ کی دفعہ 4 میں مزید اصلاح کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ مذکورہ ایکٹ میں مرد کے ارتداد کو فی الفور تنسیخِ نکاح کا سبب قرار دیا گیا ہے، یہ نکتہ فقہی تناظر میں بیشک فقہ حنفی کی مبادیات کے عین مطابق ہے اور قدیم فقہاءِ احناف اس بات کے قائل ہیں کہ زوجین میں سے کسی ایک کا بھی ارتداد فسخِ نکاح کا موجب ہے چاہے مجامعت سے پہلے ہو یا مجامعت کے بعد۔ فقہ جعفری کی مبادیات سے اس صورت میں مطابقت رکھتا ہے جب مرد کا ارتداد فطری ہو، چاہے قبل از دخول ہو چاہے بعد از دخول۔ ارتداد ملی ہونے کی صورت ان کا نکاح فی الفور منفسخ نہیں ہوتا بلکہ عورت کی عدت کے اتمام اور مرتد کی توبہ تک موقوف رہتا ہے، جبکہ مذکورہ قانون میں اس قسم کی کوئی وضاحت یا ضمنی شق موجود نہیں ہے۔

مذکورہ ایکٹ کی یہ شق بھی فقہ جعفری کی مبادیات سے اس صورت میں مطابقت رکھتی ہے جب عورت کا ارتداد ملی ہو، ارتداد فطری کی صورت میں مطابقت نہیں رکھتی، شق میں بیان کیا گیا تھا کہ "عورت کے محض ترکِ اسلام سے یا کوئی اور مذہب اختیار کرنے سے ہی اس کا نکاح فسخ نہیں ہوتا"، جبکہ فقہ جعفری کی رو سے اگر عورت قبل از دخول ارتداد کی مرتکب ہوئی تو فی الفور زوجین میں تنسیخِ نکاح ہو جائے گا، اگرچہ قدیم فقہاء احناف بھی زوجین میں سے کسی ایک کے ارتداد کی صورت میں فسخِ نکاح کے معتقد ہیں۔

مزید برآں اینکہ ایکٹ 1939 کی دفعہ 4 مرتدہ فطری کے قوانین کی وضاحت کر رہی ہے جبکہ مرتدہ ملی کے احکام لبِ تشنہ ہیں۔ مرتدہ ملی کے ارتداد کو ایکٹ 1939 کے اطلاق سے قبل پر موقوف کیا گیا ہے جو کہ ایک غیر واضح سی صورت ہے جس کیلئے فقہی تناظر میں قانون سازی کی اشد ضرورت ہے۔

References

[1] Al-Baqarah, 2:217

[2] Ibn Faris, Ahmad bin Faris, Mojam Miqyas ul lughat, Qum: Maktab al-I'lām al-Islamī 1404 AH, vol. 1, p.386.

[3] Fairuzabadi, Muhammad b. Ya'qub, Al-Qamoos ul-Muheet, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1415 AH, vol.1, p.407.

[4] Turihi, Fakhr-ud-Din b. Muhammad Ali, Majma-ul-Bahrain, Tehran: Daftar-e-Farhang-I Islami, 1375 AD, vol.3 p.49; Ismail Johari, Al Sahah Taj ol-Loghah wa sahah ol-Arabiya, Beirut: Dar ul-Ilm Lilmalayin 1378 AD, vol. 2, p.473.

[5] Isfahai, Hussain b. Muhammad Raghib, Mufradat alfaz ul-Quran, Beirut: Dar ul-Qalam 1412 AH, p.349.

[6] Ibn Manzur, Abi al-Fadial-Din, Muhammad b. Mukarram al-Afriqi, Lisan ul-Arab, Beirut: Dar Sadir 1414 AH, vol. 3, p.173.

[7] Bajwa, Muhammad Ahmadullah, Muhammadan Law, Lahore: Khybar publishers ND, p.604, Section 321.

[8] Ibid, 756, Dissolution of Muslim Marriages Act 1939 Sec: 4,

[9] Kasani Hanafi, Ebu Bekr b. Mesud b. Ahmed, Bedai es Sanai Fi Tertib es Serai, Beirut: Dar al-Kutub al-llmiyyah, vol. 7, p.134.

[10] Samarqandi, Aladdin Muhammad b. Ahmed, Tuhfat al-Fuqaha, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, vol.7, p.134.

[11] Al-Shahid al-Thani, Zayn al-Din b. Noor al-Din, Ali b. Ahmad, al-Aamoli, Al-Rawda al-Bahiyya fi Sharh al-Lum'a al-Dimashqiyya, Qum: Kitab Faroohi Daware, 1410 AH, vol.9, p.333; Kasani, Muhammad Muhsin, Qum: Ayatollah Marashi Najafi Library ND, vol. 2, p102.

[12] Al-Shaheed al-Awal, Muhammad b. Makki, Al-durus al-sreyah fi Fiqh al-Imamia, Qum: Dafter-e-Intisharat-eIslami, Attached Jamia Mudarriseen Hawzah Ilmiyah Qum 1417 AH, vol.2, p51.

[13] Najafi, Muhammad Hassan b. Muhammad Baqir, Jawahir al-Kalam fi Shara'l al-Islam, Beirut: Dar al-Ahya al-Turath al-Arabi 1404 AH, vol. 41, p.600.

[14] Musavi Ardebili, Syed Abdul Karim, Fiqh al-Hudud wal Tazirat, Qum: Mua'ssasa al-Nashr ly-Jamiatul al-Mufid 1427 AH, vol.4, p.45; Golpayegani, Syed Muhammad Raza, Al-Dur ul-Manzood fi Ahkamil al-Hudood, Qum: Dar al-Quran al-Karim 1412 AH, vol.3, p.326.

[15] Sham, Dr. Shehzad Iqbal, Islami qanoon aik Taruf, Islamabad: Shariah Academy International Islamic University 2009, vol.1, p278.

[16] Al-Maidah, 5:54.

[17] Muhammad, 47:25.

[18] An-Nahl, 16:106.

[19] Al-Baqarah, 2:217.

[20] Al-Tirmidhi, Muhammad b. Isa, Al-Jame al-Sahih and Ho Sunan al-Tirmidhi, Egypt: Dar ul-Hadith 1419 AH, vol.4, p.210, h.2158.

[21] Al- Nisai, Ahmad b. Shoaib, Al-Sunan al-Kubra, Beirut: Dar al-kutub al-Ilmiyyah Manifestos Muhammad Ali Baydun 1411 AH, vol.2, p.291, h.1/3489.

[22] Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan abi Dawud, Egypt: Dar ul-Hadith 1420 AH, vol.4, p.1927, h.4502.

[23] Ibn Majah, Muhammad b. Yazid, Sunan ibn Majah, Beirut: Dar ul-Jail 1418 AH, vol.4, p.153, h.2533.

[24] Ahmad b. Hanbal, Musnad Ahmad b. Hanbal, Mua'ssasa al-Risalah 1416 AH, vol.1, p.534, h.509.

[25] Kulayni, Muhammad b. Ya'qub, Al-Kafi, Qum: Markaz-e Buhuth Dar al-Hadith, 1429 AH, vol.11, p.773, h.2/11132; Shaykh Hur Aamoli, Muhammad b. Hasan, Tafsil Wasa'il al-Shi'a Ila Tahseel Masa'il al-Shariya, Qum: Mua'ssasa Ahl al-Bayt (a.s) 1409 AH, vol.22, p.168, h.1/28301.

[26] Allama Majlisi, Muhammad Baqir b. Muhammad Taqi, Mir'at al-Uqul fi Sharh Akhbar Aly al-Rasul, Tehran: Dar al-Kutub al-Islamiyah 1404 AH, vol.23, p.400, h.11; Sheikh Tusi, Muhammad b. Hassan, Al-Istibsar fi ma ukhtulif min al-akhbar, Tehran: Dar al-Kutub al-Islamiyah 1390 AH, vol.4, p.253, h.957.

[27] Al-Shahid al-Thani, Zayn al-Din b. Noor al-Din, Ali b. Ahmad, al-Aamoli, Masalik al-Afham ila Tanqih Shara'I al-Islam, Qum: Mua'ssasa Maa'rif Islamiyya 1413 AH, vol.15, p.22; Dr. Tanzil ur-Rahman, Islami Qanoon e Irtadad, Lahore: Markazi Anjuman Khuddam al-Quran 2001, p.25.

[28] Haskafi Hanafi, Muhammad b. Ali, Al-Durr al-Mukhtar Sharh Tanwir al-Absar, Beirut: Dar al-kutub al-Ilmiyyah 1423 AH, p.345.

[29] Kasani Hanafi, Bedai es Sanai, vol.7, p.134.

[30] Najafi, Jawahir al-Kalam, vol.41, p.609; Hashmi Shahrudi, Syed Mahmood, Mojam fiqh al-Jawahir, Beirut: Al-Ghadir ll-Tabaat un-Nashr 1417 AH, vol.1, p.211.

[31] Musavi Ardebili, Fiqh al-Hudud wal Tazirat, vol.4, p.102.

[32] Najafi, Jawahir al-Kalam, vol.41, p.609.

[33] Dr. Tanzil ur-Rahman, Islami Qanoon e Irtadad, p.25.

[34] Najafi, Jawahir al-Kalam, vol.41, p.609.

[35] Shaykh Tusi, Muhammad b. Hasan, Al-Khilaf fi l-Ahkam, Qum: Dafter-e Intisharat-e Islami Attached Jamai Mudarriseen Hawazah Ilmiya Qum 1407 AH, vol.5, p.503.

[36] Musavi Ardebili, Fiqh al-Hudud wal Tazirat, vol.4, p.102.

[37] An-Nahl, 16:106.

[38] Bajawa, Muhammadan law, p.604.

[39] Samarqandi, Tuhfat al-Fuqaha, vol.2, p.130.

[40] Dr. Tanzil ur-Rahman, Majmua-e-Qawaneen-e-Islam, Islamabad: Islamic Research Institute 2007, vol.2, p.717.
[41] Jaziri, Abdul Rahman, Fiqh Ala Al-Mazahib ul-Arba, Beirut: Dar al-kutub al-Ilmiyyah 1424 AH, vol.4, p.199.
[42] Ibid.
[43] Imam Khomeini, Ruhollah Mousavi, Tahrir al-Wasilah, Qum: Mua'ssasa Matbuati Dar ul-Ilm ND, vol.2, p.366; Al-Sabziwari, Abd al-A'la, Muhadhab al-Ahkam Fi Bayan al-Halal wa al-Haram, Qum: Mua'ssasa al-minar 1413 AH, vol.28, p.134.
[44] Al-Asfahani, Syed Abul Hasan, Wasilat al-Najat bma'a Hawashi Musavi Golpayegani, Qum: Mehr Press 1393 AH, vol.3, p.192; Mohaqiq Hali, Najmuddin Jafar b. Hassan, Shara'l al-Islam fi masail al-Halal wa al-Haram, Qum: Mua'ssasa Ismailyan 1408 AH, vol.2, p.238.
[45] An-Nesa, 4:141.
[46] Al-Baqarah, 2:221.
[47] Shaykh Hur Aamoli, Wasa'il al-Shi'a, vol.22, p.168, h.1-28301; Shaykh Tusi, Muhammad b. Hasan, Tahdib al-Ahkam, Tehran: Dar al-Kutub al-Islamiyah 1407 AH, vol.10, p.136, h.1-541.
[48] Bajawa, Muhammadan law, p.604.
[49] Ibid, p.756.
[50] Jaziri, Fiqh Ala Al-Mazahib ul-Arba, vol.4, p.199.
[51] Dr. Tanzil ur-Rahman, Islami Qanoon e Irtadad, p.76.
[52] Ibid.
[53] Khonsari, Syed Ahmad b. Mirza Yusuf, Jami' al-Madarik fi Sharh Mukhtasr an-Nafi, Tehran: Mua'ssasa Ismailyan, 1405 AH, vol.4, p.265.
[54] Muhaqqiq al-Karaki, Ali b. Hussain, al-Aamoli, Jami al-Maqasid fi Sharh al-Qqwa'id, Qum: Mua'ssasa Ahl al-Bayt (a.s), 1414 AH, vol.12, p.411; Najafi, Jawahir al-Kalam, vol.30, p.49.
[55] Bajawa, Muhammadan law, p.604.
[56] Dr. Tanzil ur-Rahman, Islami Qanoon e Irtadad, p.79.
[57] Al-Sarakhsi, Muhammad b. Ahmad b. Abi Sahl Abu Bakr, Al-Mabsut, Beirut: Dar Al-Maarifah 1409 AH, vol.5, p.49.
[58] Bajawa, Muhammadan law, p.605.
[59] Muhaqqiq al-Karaki, Jami al-Maqasid, vol.12, p.411; Wajdani Fakhr, Qudrat Allah, Al-Jawahir Al-Fakhrieh Fi Sharh Al-Lama'ah wa Al-Rawdat al-Bahiyyah, Qum: Publications of Samaa Qalam 1426 AH, v0l.11, p.323.